”قانون تحفظ خواتین “ایک تحقیقی جائزہ

from www.hudood.org , presented by www.hamditabligh.net Monday, 18 December 2006

اللہ کےنزدیک دین ، کامل نظام حیات ، اسلام ہے“ (ال عمران ۳:۹۱)یہ نظام حیات انفرادی و اجتماعی زندگی کےتمام پہلوں کا احاطہ کرتا ہے اور اسلام قبول کرنےوالوں پر یہ لازم قرار دیتا ہےکہ وہ اپنی زندگی کےتمام امور کو اللہ اور اس کےرسول کی اطاعت میں سر انجام دیں ذیل میں ہم اسلام میں قانون سازی کےبنیادی تصورات کےتذکرہ کےبعد اسلام کےقانون ، نسبت زنا ، قذف ولعان اور موجودہ ”قانون تحفظ خواتین “ کا تفصیلی جائزہ لیں گےاور یہ جا ننےکی کو شش کر یں گےکہ اس قانون جدید کےمقاصد کیا ہیں اور آیا یہ قرآن و سنت کےمطابق ہےیا نہیں ۔

اسلام میں قانون سازی کےبنیادی تصورات : ۔

(1)....قرآن کی رو سےاللہ تعالیٰ ، مالک الملک ہے، خلق اسی کی ہےلہٰذا فطر تاً امر کا حق (Right to Rule)بھیصرف اسی کا ہے(الاعراف ۴۵،فاطر ۳۵:۳۱) حکم کا اختیار بھی اسی کا ہے(المو من :۲۱)باد شاہی اور حکم میں اس کا کوئی شریک ہےاور نہ ہی وہ کسی کو شراکت دار بناتا ہے(بنی اسرائیل :۱۱۱)الکہف۶۲/۸۱)اور حکم اور امر کا اختیار بھی کلی طور پر اللہ کےلیےمخصوص ہے(آل عمران ۳:۴۵۱)

(2)....”ان الامر کلہ اللہ “ کی بنیاد پر انسان سےقانون سازی کا حق سلب کر لیا گیا ہے۔ اس طرح انسان اس بات کےمجاز نہیں کہ وہ نظام زندگی میں اپنی مرضی سےحلت و حرمت (حلال و حرام قر اردینے) کا فیصلہ کریں (النحل ۴۱۱:۶۱)بلکہ وہ اس بات کےپابند ہیں کہ جو کچھ اللہ کی طرف سےنازل کر دہ ہےبا الکلیہ اس کی پیروی کریں (الاعراف ۷:۳)اور اللہ کےقانون کےمطابق جملہ امور حیات کا فیصلہ نہ کرنےوالوں کو ظالم (المائدہ ۵:۵۴) فاسق (المائد ہ ۵:۷۴) اور کافر (المائدہ ۵:۔) کہا گیا ہے۔

(3)....انسان کو اللہ نےاس دنیا میں خلیفہ یا نائب بنایا ہی(البقرۃ۲:۰۳،یونس ۰۱:۴۱،الا عراف ۷:۹۶)اور انبیاءورسل کو اللہ نےاس لیےبھیجا کہ حکم الٰہی کےمطابق ان کی اطاعت کی جائے(النساء۴:۴٦) اور کتاب ہدایت کےمطابق ان کےدرمیان فیصلہ کیا جائے(النساء۴:۵۰۱) اس طرح ابنیا ءورسل کو اللہ نے، اللہ کی مخلوق پر ، اللہ کےقانون کےمطابق اللہ کی حاکمیت کا نظام بر پا کرنےلیےبھیجا ۔ اسی لیےرسول کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت گر دانا گیا اور مومنوں کےایمان کو اطاعت رسول و اتباع رسول سےوابستہ کر لیا گیا اور یہ فیصلہ دیا کہ ۔

’’تیرےرب کی قسم ، وہ ہر گز مومن نہ ہو ں گےجب تک کےاےنبی ! تجھ کو باہمی اختلاف میں فیصلہ کرنےوالا تسلیم نہ کریں ‘‘۔ (النساء٥٦:٤)
(4)....مذکورہ بالا بحث کا حاصل یہ ہےکہ اسلام میں قانون سازی کےبنیادی ماخذ قرآن و سنت ہیں البتہ قانون ایسی کی حدود کےاندر استنباط واجتہاد سےمتہمی تفصیلات مرتب کر نےاور ان امور میں جن میں اللہ اور اس کےرسول نےکوئی صریح حکم نہ دیا ہو ان میں شریعت کی روح اور اسلام کےمزاج کو پیش نظر رکھتےہوئےقانون بنانےکا حق اہل ایمان کو حاصل ہے۔
اسلامی قانون میں زناءسےمتعلق احکام ،حدود آرڈیننس اور قانون تحفظ خواتین :۔
(1)....انسانی جان ، مال ، عزت و عصمت ، نسل اور عقل کی حفاظت مقاصد شریعت ہیں ۔ اس میں ’’ فعل زنا‘‘ انسانی نسل و عزت و عصمت ‘‘کی حفاظت کےخلاف جرم ہی۔
(2)....قرآن کریم میں ’’زنا‘‘ کو بہت بڑی بےحیائی اور بہت بری راہ قرار دیا ہےاور شرک اور قتل کےبعدکبائر میں شمار کیا ہے(سورۃبنی اسرائیل ٢٣:٧١، الفرقان ٨٦:٥٢بالترتیب) ۔
(3)....اسلام کےابتدائی دور میں ارتکاب زنا کرنےوالی عورتوں کو جرم کےثبوت ....چار مرد گواہوں کی گواہی ....کےبعد ، تا مرگ قید یا اللہ کی طرف سےراہ نمائی آجانےتک قید کا حکم تھا (النساء٤: ٦١:٥١)تاہم قرآن کریم میں اللہ نےاس نسبت حتمی قانون ’’ زانی عورت اور زانی مرد،ہر ایک کو سو، سو کو ڑےمارنے‘‘کی صورت میں فراہم کیا گیا (النور ٢:٤٢)البتہ ، اس نسبت رسول اللہ کےقول وعمل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کےطرز عمل اور علماءصلحاءامت کےاجماع (ماسوائےخوارج ، معتزلہ) سےیہ ثابت ہےکہ قرآن کا مذکورہ حکم غیر محض (غیر شادی شدہ) مرد وعورت مجرموں کےلیےہےجب کہ محض (حملأنکاح سےمحفوظ شدہ) مجرموں ، خواہ مرد ہویا عورتیں کیلئےرجم (تا مرگ سنگ ساری) کی سزا ہے۔
(4)....’’حد زنا ‘‘ کےلیےثبوت کےدو معتبر ذرائع ملزم کا ’’ اقرار جرم ‘‘ اور ’’ چار ، مسلم ، بالغ و عاقل گواہوں کی شہادت ہے۔ جن کی نسبت عدالت ’’تزکیہ الشہود ‘‘ کےتقاضوں کو پیش نظر رکھتےہوئے، مطمئن ہو کہ وہ سچےاور کبائر سےبچنےوالےگواہ ہیں ۔ مزید یہ کہ ان گواہوں کی شہادت ، وقوعہ اور ’’ فعل زنا ‘‘ کی عینی شہادت ہونی چاہیے۔
(5)....مذکورہ ثبوت اگر موجود نہ ہو ں اور قرآئن سےیا کسی اور ذریعےسےیہ ثابت ہو کہ ’’ ملزم یا ملزمہ نی‘‘ زنا کا ارتکاب کیا ہےتو اسےاس عمل کی سزا تعزیر کی صورت میں عدالت یا حاکم وقت (ان الا مر) مقدمہ کےحقائق کو دیکھتےہوئےسزا دےسکتا ہے۔

(6)....حال ہی میں ہماری پار لیمنٹ (قومی اسمبلی اور سینٹ) نے ’’تحفظ خواتین “(فوجداری قوانین کا ترمیمی) ایکٹ 2006ءمنظور کیا ہےاور شاید اشاعت تحریر کےوقت صدر پاکستان نےاسےمنظور ی دےکر قانون کا درجہ بھی دےدیا ہو۔ اس قانون کےذریعے، جرم زناآرڈیننس ، 1979ئ(جسےآئندہ سطور میں سہولیت کی خاطر ’’جرم یا حد زنا آرڈیننس “ تحریر کیا جاتا ہے)جرم قذف (نفاذ حد) آرڈیننس 1979ئ(آئندہ سطور میں’’ جرم یا حد قذف آرڈیننس “تحریرکیا جائےگا) تعزیرات پاکستان 1860ءضابطہ فوجداری 1908ءاور قانون انفساخ از دواج مسلمان 1939ءمیں ترامیم کیں گئیں ہیں ۔

(7)....جرم زنا آرڈیننس کی بیشتر دفعات اسلامی قوانین کی روح کو ملحوظ خاطر رکھتےہوئے، مرتب کئیں گئیں تھیں ۔ البتہ چند ایک ذیلی و فروعی قسم کی دفعات جو کہ زیادہ تر طریق کار کی نسبت تھیں کو غلط طور پراستعمال کیا جاتا رہا ہے۔ جس کو بہانہ بناتےہوئےاور تحفظ خواتین کا دلچسپ نعرہ استعمال کرتےہوئےمذکورہ ذیل ترامیم اور متعلقہ دیگر قوانین میں ذیل دفعات کا اضافہ کیا گیا ہےجن کےمقاصد صرف سر سری مطالعہ ہی سیصراحتسےواضح ہوجاتےہیں ۔

(1)....قانون ....حد زنا آرڈیننس ....کی دفعہ 2کی شق ج (C)کو منسوخ کیاگیا ہےمذکورہ شق میں ’’شادی /نکاح “ کی اس طرح پر تعریف کی گئی ہےکہ ’’ شادی /نکاح سےمراد وہ شادی /نکاح ہےجو کہ فریقین کےشخصی قانون کےمطابق باطل (Void)نہ ہو اور ’’شادی شدہ “ کو اسی معنوںمیں تعبیر کیا جائےگا ....’’حد زنا “ کےنفاذ کےلیے’’ شادی شدہ “ کی تعریف کلیدی حیثیت رکھتی ہےاور اس شق کی تنسیخ سے’’ شادی /نکاح “ کی واضح تعریف کو مشکوک اور ہر مقدمہ میں علیحدہ ، علیحدہ تعبیر کا تابع بنانےکی سعی کی گئی ہےتاکہ ’’ شادی /نکاح “ کی تعریف میں ابہام موجود رہےکیو نکہ اس اصطلاح کی تعریف نہ تو تعزیرات پاکستان میں ہے، نہ ہی قانون انفساخ از دواج مسلمانان 1939ء(The Dissolution of Muslim Marriges Act ,1939)میں اورنہ ہی کسی اور قانون میں ....اس طرح کسی بھی اس تعلق کو ’’ شادی “ قرار دیاجاسکےگا جو ’’ تحفظ خواتین “ کےنام نہاد علمبر دار اور اس کےپس پر دہمحرک قرار دیں ۔

(2)....قانون کی دفعہ 2کی شق ”e“v)کو منسو خ کیا گیا ہےجس میںتعزیر کی تعریف کی گئی ہے۔

(3)....قانون کی دفعہ 3کو منسو خ کیا گیا ہےجس کی رو سے’’ حد زنا آر ڈ یننس “ کو دیگر تمام قوانین پر اس کےنفاذ کےاعتبار سےبر تری دی گئی تھی ۔ اس طرح حد زنا کا قانون سےدیگرتمام انسانی وضع کر دہ قوانین کی طرح کا سلوک کیا جائےگا اور اسےنفاذ میں کسی قسم کی برتری اور اولیت حاصل نہ رہےگی بلکہ اس امرکا زیادہ امکان ہےکہ اس قانون کو اس کےبعد نافذ کر دہ قوانین کی نسبت کم

اہمیت دی جائےگی کیو نکہ قانون کی تو ضیح و تشریح کا ایک اصول یہ بھی ہےکہ ایک ہی موضو ع پر بعد میں نافذ کیےجانےوالےقانون کو پہلےسےلا گو کر دہ قانون پر ترجیح دی جائےگی ، کیو نکہ یہ پار لیمان کےارادوں کا بہترمظہر ہوتا ہے، الاّ یہ کہ پہلےسےنافذ شدہ قانون میں اس کےبر عکس صراحت سےمذکورہو ، جیسا کہ " حد زنا " سےمتعلق مذکورہ منسوخ شدہ دفعہمیں مذکور تھا ۔
(4)....قانون کی دفعہ 4میں "ہر اس ارادی جنسی تعلق کو زنا قرار دیا گیا تھا جو کہ مردوزن جائز نکاح کےبغیر استوار کر یں"تاہم تحفظ خواتین کےقانون کےذریعےقوم کےنمائندوں نے"جائز"لفظ کو خذف کرنےکی تجویز دی ہےجب کہ " شادی /نکاح " کی تعریف کو پہلےہی خذف کیاگیا ہے۔ اس طرح " نکاح " اور اس حوالےسے"ارتکاب زنا "کےقانون کو مبہم بنانےکی حتی الامکانسعی کی گئی ہے۔
(5)....حد زنا آرڈیننس کی دفعہ "6" میں زنا باالجبر کی تعریف اور اس کےارتکاب کرنےوالی/والی محض (شادی شد ہ) اور غیر محض (غیر شادی شدہ) محرم کی سز ا بیان کی گئی ہیتاہم تحفظ خواتین کےترمیمی قانون کےذریعےنہ صرف مذکورہ بالا دفعہ بلکہ جہاں ، جہاں بھی "زناباالجبر " کی اصطلاح استعمال ہوئی ہےکومنسوخ کیاگیا ہےاور مذکورہ دفعہ کی جگہ تعزیرات پاکستان میں دفعہ 375بہ عنوان" زنا باالجبر "اور دفعہ 376بہ عنوان سزائے"زنا باالجبر "شامل کی گئیں ہیں ۔ اس ضمن میں تفصیلی مباحث ذیل ہیں ۔
اولاً :۔
"قانون حد زنا "میں مجرم کےلیےاصطلاح " ایک شخص (A Person)استعمال کی گئی ہےجس کی تعریف میں مردوزن " دونوں شامل ہیں ، جب کہ تحفظ خواتین کےقانون کےذریعےنافذ کر دہ دفعہ 375کی تعریف کےمطابق صرف " ایک مرد " (A man)ہی زنا باالجبر کا مرتکب قرار دیا جا سکےگا ۔ اگر چہ با لعموم " زنا الجبر "کےمرتکب مرد ہی ہوتےہیں ۔ تاہم خواتین سےبھی اس کا ارتکاب خلاف امکان نہیں ۔ حد زنا آر ڈیننس کی دفعہ 6اس امکانی صورت کا بھی احاطہ کرتی ہےجب کہ "تحفظ خواتین " کےقانون کےذریعےنافذ کر دہ شق "375"میں ایسا کوئی امکان موجود نہیں ۔
ثانیاً:۔
حد زنا آرڈیننس اور اسلامی قانون معاشرت میں اپنی بیوی کےساتھ ، خواہ اس کی مرضی ، یا رضامندی ہو یا نہ ہو ، جنسی تعلق قائم کرنا جرم نہیں کجایہ کہ زنا باالجبر تاہم "تحفظ خواتین کےقانون "کی دفعہ 375کےمطابق "اگر ایک مرد ، ایک عورت سےاس کی مرضی یا رضا مندی کےبغیر جنسی تعلق استوار کر ے، تو یہ زنا باالجبر کہلائےگا" (ملاحظہ ہوں شق نمبر 5تحفظ خواتین کا قانون) یہ عورت اس مرد کی بیوی بھی ہو سکتی ہے! اور اہل مغرب کی اصطلاح میں اس کو شادی

کےبعد زنا باالجبر (Marital Rape) گر دانا جاتا ہے۔ حد زنا آرڈیننس کی دفعہ 6میں ''جائز نکاح /شادی '' کےبعد جنسی فعل کو ''زنا باالجبر '' کی تعریف سےخارج کیا گیا ہےجب کہ تحفظ حقوق خواتین کےقانون میں اس کےبر عکس ہے۔
ثالثاً : ۔
جنس کی بنیاد پر امتیاز کی ایک اور مثال تعزیرات پاکستان کی دفعہ 375کی ذیلی شق پانچ ہے۔جس کےمطابق ایک مرد اگر ایک عورت سے، اس کی مرضی یا اس کی مرضی کےبغیر ، جنسی تعلق قائم کرے، زنا باالجبر کا مرتکب کہلائےگا ، اگر عورت کی عمر سولہ (16)سال سےکم ہو ۔
اس طرح ایک طرف تو 12سے16سال تک کی عمرکی لڑکیوں کو اس فعل کی بلا کسی خوفخطر آزادی دی گئی ہےاور دوسری طرف یہی فعل اگر اسی عمر کا کوئی لڑکا کرےتو '' زنا باالجبر '' کا مرتکب مزید یہ کہ دفعات 375اور 376کی صورت میں ''مردوں '' سےجنس کی بنیاد پر امتیاز کا قانون نافذ کیا جارہا ہےجو کہ عدل و انصاف کےتقاضوں اور آئین پاکستان کےآرٹیکل 25کی صریح خلاف ورزی ہے۔
رابعاً :۔
اسلامی قانون اورحد زناآرڈیننس کےمطابق '' حد زناباالجبر'' صرف عاقل وبالغ ، مردوزن پر بعد از ثبوت نافذ کی جائےگی جب کہ نئی شامل کر دہ دفعہ 375تعزیرات پاکستان کےمطابق ایک مرد (A man)ہی سزائےزناءباالجبر کا مرتکب قرار پائےگا ۔ یہاں یہ بھی بر محل ہوگا کہ اگر تعزیرات پاکستان میں ''مر د'' کی تعریف کا تذکرہ ہوجائے۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 10کےمطابق ''مرد '' (Man)سےمراد کسی بھی عمر کا ''انسان ''ہےتاہم زیر دفعہ 82تعزیرات پاکستان سات سال سےکم عمر بچےکےکسی بھی فعل کو جرم نہیں گر دانا جائےگا جب کہ مذکورہ قانون کی دفعہ 83کےمطابق 7سال سےزائد اور 12سال سےکم عمر بچےکا کوئی فعل جرم تصور نہ ہو گا ، بشرطیکہ اسےاپنےافعال اور اس کےنتائج کی کافی سمجھ بوجھ حاصل نہ ہو ۔ اس طرح بارہ سال یا اس سےزائد عمر کےبچےپر تو تعزیرات پاکستان کی دفعات 375اور 376بہ اعتبار سزا لاگو ہوں گی مگر کسی بھی عمر کی عورت پر نہیں قر ار پائےگی اس طرح سو لہ سال سےکم عمر لڑکی /عورت اگر ارتکاب زنا باالر ضا کرےتو اس کےلیےکوئی سزا مقرر نہیں خواہ وہ غیر محضہ (غیر شادی شدہ) ہو یا محضہ (شادی شدہ ....اس پر مزید افتاد یہ کی کسی ''شوہر '' کا اپنی سولہ سال سےکمر عمر بیوی کےساتھ جسمانی تعلق خواہ یہ تعلق اس کی بیوی کی رضا مندی ہی سےکیو ںنہ ہو ''زنا باالجبر ''تعبیر کیا جائےگا ۔ کیا مذکورہ بالا اجزاء''ثالث و رابع '' کےتحت مباحث میں دیگر پہلوئوں کےعلاوہ قرآن و سنت سےیا پوری امت مسلمہ کی تاریخ سےکسی شوہر کا اپنی بیوی

کے ساتھ جسمانی تعلق " زنا باالجبر " قرار دے جانے کی ایک بھی نظیر (Precedent)موجود ہے۔
خامساً : ۔
"زنا باالجبر "کی سزا کے متعلق رسول اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعامل کی چند مثالیں راہ نما ہیں ۔
(1)....ایک عورت اندھیرے میں نماز کے لیے نکلی راستے میں ایک شخص نے اس کو گر الیا اور زبر دستی اس کی عصمت دری کر دی اس کے شور مچانے پر لوگ آگئے اور زانی کو پکڑ لیا ۔ نبی نے اس کو رجم کر ادیا اور عورت کو چھوڑ دیا ۔(رواہ ترمذی وابو دائود)
(2)....حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں انہوں نے زنا باالجبر کے ایک کنوارے مجرم کو سو کوڑے لگوائے اور جلاوطنی کی سز دی ۔(مو طاامام مالک)
(3)....حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک شخص نے ایک لڑکی سی" زنا باالجبر "کیا آپ نے اسے کوڑے لگوائے اور لڑکی کو چھوڑ دیا ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ مجرم کو جلا وطنی کی سز ا بھی دی گئی ۔ (رواہ بخاری)
مذکورہ بالا مثالوں اور رسول اکرم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہا کے قوم و عمل سے یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ " زنا باالجبر " کی سزا مجرم کے محض ہونے کی صورت میں رجم اور غیر محض (غیر شادی شدہ) ہونے کی صورت میں 100کوڑے تھی ، علاوہ ازیں صحابہ کرام کے تعامل سے یہ بھی واضح ہے کہ جبر کے جرم کی تعزیر کے طور مجرم کو جلا وطنی کی سز دی گئیں ۔ تاہم ملزم کے غیر محض ہونے کی صورت میں یہ سز اقتل (سزائے موت) کبھی بھی نہیں رہی ۔
"زنا باالجبر " کی سزا ،سزائے موت صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ جب کوئی مجرم عادی مجرم ہو اور اس طور سے اپنی عادت سے زمین میں فساد کا مرتکب ہو، یا کئی مجرم جھتے بنا کر اجتماعی طور اس جرم کے مرتکب ہو کر "فساد فی الارض " اور اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ (محاربہ) کے مرتکب ہوں ۔ (المائد ہ ۵: ۴۳:۳۳)
تحفظ خواتین کے قانون کے تحت نئی نافذ کر دہ دفعہ 376تعزیرات پاکستان کے تحت " زنا باالجبر " کی سزا "سو کوڑوں " اور "رجم " کے بجائے "سزائے موت یا کم ازکم دس سال اور زیادہ سے زیادہ 25سال قید ،جرمانہ جب کہ دو یازائد افراد اگر مشترکہ نسبت سے اس جرم کے مرتکب ہوں توان کے لئے سزا ، سزائے موت یا عمر قید ہے۔
اب دفعہ 376تعزیرات پاکستان کے مطابق قرآن وسنت ہونا ، یا خلاف قرآن و سنت ہونے کا فیصلہ مذکورہ بالا مباحث کی روشنی میں آپ خود کیجئے گا ۔

(6)....حد زنا آرڈیننس کی دفعہ "7"میں "زنا " یا "زنا باالجبر " کےارتکاب کرنےوالےنابالغ مجرموں کیلئےتعزیری سزائیں بیان کی گئی تھیں ، کو مکمل طور پر منسو خ کیا گیا ہے، جس کےمتبادل کوئی دفعہ تعزیرات پاکستان میں شامل نہیں کی گئی جو کہ کم سن نوجوانوں کو بےراہ روی کی ترغیب دینےکےمترادف ہے۔

(7)....1۔ مذکورہ آردیننس کی دفعہ 8میں "زنا موجب حد " یا " زنا باالجبرموجب حد " کیلئےشہادت کا معیار ، جو کہ قبل ازیں ذکر کیا گیا تاہم زنا یا" زنا باالجبر "کی صورت میں اگر مذکورہ شہادت میسر نہ ہو اور ریکارڈ سےجرم کےواقع ہونےکا اثبات ہوتا ہو تو قانون مذکورہ کی دفعہ 10کےتحت تعزیری سزائیں بیان کی گئی تھیں ۔

"قانون تحفظ خواتین " کےذریعےمذکورہ بالا دفعہ 8سے"زنا باالجبر موجب حد " کےثبوت کےلیےاسلامی معیار شہادت (یعنی اقرار یا چار عاقل و بالغ گواہان) کی شرط کو ختم کیا گیا ہےاسی طرح دفعہ 10مذکورہ کو مکمل طور پر خذف کیا گیا ہے، اس طرح جرم"زنا باالجبر " زیر دفعہ 375و 376کیلئےمعیار شہادت قانون شہادت آر ڈر کےمطابق ہو گا نہ کہ قرآن و سنت کےمطابق ۔

(2)...."زنا باالرضا " کیلےتعزیرات پاکستان میں ازدواج کےبغیر جنسی تعلق (Fornication)کےنام سےدفعہ B-496کی صورت میں نافذ کیا گیا ہے۔ جس کوقبل ازیں "فحاشی " (Lewdness)کانام دیا گیا تھا ۔ اس دفعہ کےمطابق اگر ایک مردو عورت جو کہ ایک دوسرےسےتعلق از دواج میں وابستہ نہ ہو ں اور وہ بھی رضامندی سےجنسی تعلق استوار کریں تو وہ (Fornication)یا "ازدواج کےبغیر جنسی تعلق "کےمرتکب ہوں گےجس کی سزا پانچ سال قید اور 10ہزار روپےجرمانہ تک ہو سکتی ہے۔

(3)....قانونی تعریف کےاعتبار سےدفعہ B-496مذکورہ کےتحت شادی شدہ وغیرشادی شدہ دونوں قسم کےمجرموں کو جو باہمی رضا مندی سےارتکاب جرم کریں ، ثبوت جرم پر مذکورہ بالا سزادی جاسکتی ہےنہ کہ رجم و سو کوڑے۔

(4)....زیر دفعہ c-496تعزیرات پاکستان جرم زیر دفعہ B-496کی نسبت دعویداری کرنےاور شہادت دینےوالوں کو جو بعد میں جھوٹی ثابت ہو کو بھی جرم زیر دفعہ B-496کی سزا کا سزا دار ٹھہرا یا گیا ، نہ کہ الزام کنندہ کو حد قذف کا ۔ دفعہ C-496کےفقرہ شر طیہ (Proviso)کی روسےیہ بھی واضح ہو تا ہےکہ عدالت الزام کنند ہ اور گواہان کےخلاف از خود زیر دفعہ C-496کارروائی کرےگی اگر ملزم زیر دفعہ B-496کےخلاف جرم ثابت نہ ہو سکا ۔

(5)....جرم زنا "حدود اللہ " کی خلاف ورزی ہےجو کہ بمطابق شریعت ایک قابل دست اندازی سر کار (Cognizibls offence)ہے۔ تاہم "جرم زنا بالر ضا " زیر دفعہ B-496تعزیرات پاکستان اور زیر دفعہ 5حد زنا آرڈیننس دونوں ہی کو ضابطہ

فوجداری 1908کےدوسرےجدول میں ترمیم کےبعد قابل ضمانت (Bailable)اور ناقابل دست اندازی پولیس (Non Cognizible)بنا دیا گیا ہے۔ اس طرح اگر چہ مذکورہ ترمیمی قانون کےنفاذ کےبعد ”ملزم /ملزمان جرم زنا “ کا گرفتا ر ہو نا ، عملاً ممکن نہیں تاہم بالغرض محال اگر ”زنا باالرضا “ کا ملزم یا ملزمان اگر ایک دن گرفتار ہوتےہیں ۔ تو اسی دن وہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 496کےتحت پولیس یا عدالت شخصی ضمانت دےکر کھلےبندوں پھر سکتےہیں ۔ اس طرح جرم کی سز ا کو انتہائی کم ، ثبوت کےطریق کار کو انتہائی مشکل رکھ کر اور ملزمان کےارتکاب جرم کےوقت جرم کو ناقابل دست اندازی پو لیس قرار دےکر اور بعد از ارتکاب جرم و بصورت گرفتاری فوری ضمانت کی سہولیات دینےسےمذکورہ ترامیم کےمقاصد یعنی معاشرےمیں آزادی ،فحاشی ، جنسی بےراہ روی کو فروغ دینا کھل کر سامنےآتےہیں (6)....قانون بنانےوالوں کی علمی استعداد و فراست کو بھی داد دینی پڑتی ہےکہ انہوں نےجرم زیر دفعہ 496-Bتعزیرات پاکستان کیلئی”Fornication“ کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ حالانکہ یہ اصطلاح صرف اسی صورت مستعمل ہےجب کہ دونوں فریقین غیر شادی شدہ ہوں ۔ تاکہ باہمی طور پر غیر شادی شدہ ، اور اگر فریقین میں سےکوئی ایک بھی فریق شادی شدہ ہو تو اس وقت یہ جرم انگریزی قانون میں ”Adultery“کہلائےگا تاہم دفعہ 496-Bتعزیرات پاکستان کےالفاظ سےظاہر ہےکہ اس میں ”Fornication“ اور ”Adultery“ دونوں کو جمع کیا گیا ہے۔

(7)....ضلع کی سطح پر فوجداری عدالتوں میں مجرموں کو سزا دینےکی شرح (Conviction Rate)پولیس کی نااہلی استغاثہ کےگواہوں کی عدم حاضری اور سر کاری تفتیشی و استغاثہ کےاہلکاروں کی ملی بھگت کےنتیجےمیں پانچ فیصد سےبھی کم ہےاور مقدمات میں شہادت قلمبند ہو نےکےبعد یہ شرح نہ ہونےکےبرابر ہے، یہ تو بھلا ہوا ان ملزموں کا جو مقدمات سےپیچھا چھڑانےکےلیےاعتراف جرم (Plead Guilty)کر لیتےہیں ، اور سز ایافتہ ہو کر شرح سزا (Conviction Rate)کو بناتےہیں ورنہ فوجداری مقدمات میں شاید ہی کو ئی ایسا مقدمہ ہو جو کہ ثبوت کی بناپر سر کار یا استغاثہ ثابت کر سکےاور یہی وجہ ہےکہ معاشرہ میں جرائم کی شرح میں روز افزوں ، اضافہ دیکھنےمیںآتاہےاندر یں حالات ڈسٹرکٹ سطح کی عدالتوں میں زیر دفعہ 496-Bتعزیرات پاکستان ”زنا با الرضا “ کےمقدمات کا فیصلہ دیگرمقدمات سےمختلف نہ ہونےکا زیادہ امکان ہے۔ ملزمان ارتکاب جرم کےبعد ضمانت لئےکھلےعام پھیریں گےاور عدالتوں میں دیگر مقدمات کی جگہ ”جرم زنا باالرضا “ کےانبار لگےرہیں گے۔ مزید یہ کہ جرم کےاعتراف کی صورت میں بھی مجرم کو ” حد زنا “ کی سزا نہیں دی جاسکےگی کیونکہ ”تحفظ حقوق خواتین کےقانون “ کےتحت

تعزیرات پاکستان میں شامل دفعات کے تحت ”جرم زنا “ کو عدالت حدود آر ڈیننس کے تحت ” حد زنا “ کی سزا دینے کا اختیار نہیں رکھتی ۔ یہ کارنامہ جرم زنا آرڈیننس کی دفعہ 20سے پہلے فقرہ شرطیہ (Proviso)حذف کر کے انجام دیا گیا ہے۔ جو کہ حدود کے تحت مقدمات کا فیصلہ کر نے والی عدالت کے تحت کئے گئے جرائم کی سزابھی دینے کی مجاز ہوتی ۔ یہی حشر حذ ف آر ڈیننس کی دفعہ 17کے پہلے جملہ شرطیہ (Proveiso)کو حذف کر کے کیاگیا ہے۔

(8)....”زنا باالجبر “ کیلئے سزائے رجم اور سوکوڑوں کی سزا کا جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کوحد زنا آرڈیننس اور جملہ قوانین سے یکسر نکال دیا گیا ہے۔ اس کے لیے حد زنا آرڈیننس کی دفعہ 6کی مکمل مسنوخی کی گئی ہے جب کہ طریق سزا کی نسبت دفعہ 17میں جزوی ترامیم کیں گئیں ہیں ۔

(9)....حد زنا آرڈیننس کی دفعہ 19کو مکمل طور پر منسوخ کیا گیا ہے۔ جس کے ذریعے تعز یرات پاکستان 1860مذکورہ دفعات نسبت زنا بزن غیر (Aclultery وغیرہ کی دفعات کو منسو خ کیا گیا تھا ۔ تاہم یہ تنسیخ سے مذکورہ دفعات خود بہ خود نافذ العمل اور ان کااحیا ء(Revive)نہیں ہوں گی ۔ تاہم ”روشن خیال، اعتدال پسند پاکستان“کے علم برادروں کے عزائم اس سے کھل کر سامنے آتے ہیں ۔ جن کے نزدیک ،مستقبل قریب میں ان عہد جا ہلیت کے قانون کو بحال کر نا بھی ” تحفظ حقوق خواتین “ ہو گا ۔

(10)....عدلیہ کی آزادی کا ایک بنیادی اصول یہ بھی ہے کہ جب اعلی عدالتیں حتمی طور پر کسی مقدمہ کو فیصلہ کر لیں اور اپیل کے تمام حقوق استعمال کر نے کے بعد بھی وہ فیصلہ بحال رہے تو اس فیصلہ کو نافذ کیا جائے۔ یہ نہ صرف عدلیہ کی آزادی کا مظہر ہے بلکہ آئین پاکستان کے آرٹیکل 4میں مذکور بنیادی حق ”قانون کے سامنے برابری ، یکساں سلوک اور یکساں قانونی تحفظ “ کا حاصل بھی ۔ مزید یہ کہ یہ امر عامہ لناس میں عدالتوں پر اعتماد میں اضافہ کرتا ہے تاہم ظلم اور نا انصافی کی بنیاد خود آئین کے آرٹیکل 45کی صورت میں آئین پاکستان کا حصہ ہے جس کے تحت صد ر پاکستان کسی بھی عدالت حتی کہ سپریم کورٹ تک کے فیصلے کے حتمی ہونے کے بعد بھی کسی مجرم کو معاف یا اس کی سزا میں تخفیف یا اس کی سز ا کو ایک قسم کی سزا سے دوسری قسم کی سزا میں تبدیل کر سکتا ہے یہ شق نہ صرف خلاف اسلام ہے بلکہ عدل و انصاف کے تمام تر تقاضوں کے منافی ہے۔

حال ہی میں مرزا طاہر امین ، جو کہ ایک بر طانوی نژاد پاکستانی تھا ،کی سزا ئے موت کو ، بر طانوی وزیر اعظم کی آمد کے تحفہ کے طور صدر پاکستان نے عمر قید میں تبدیل کر دیا ، اس طرح سپریم کورٹ کے فیصلے کی دھجیاں بکھیر نا تو ایک طرف ، مستغیث فریق کی رضا مندی کے بغیر یہ فیصلہ نہ صرف خلاف اسلام

تھا بلکہ ان کےزخموں پر نمک پاشی کےمترادف تھا " ....اگر یہقرین انصاف تھا ، تو اس طرح کےدیگر دیسی ملزمان اس طرح کے"انصاف اور قانون کےیکساں سلوک اور تحفظ " سےکیوں محروم رکھےجاتےہیں ۔
ضابطہ فوجداری 1908ءکےانتیسویں باب میں نہ صرف صدر مملکت بلکہ صوبائی حکومت کو بھی اس طرح سزائوں میںتخفیف یا ان کی تبدیلی کا اختیار دیا گیا ہے۔ یہ اختیار حد زنا آرڈیننس میں مذکورہ "جرم زنا باالرضاو جرم زنا باالجبر " کی سزائوں کی نسبت ناقابل اطلاق قرار دیاگیا تھا ۔ تاہم حد زنا آرڈیننس کی دفعہ 20کی ذیلی شق 5کی منسوخی کےبعد ضابطہ فوجداری کےمذکورہ باب 29کا اطلاق "زنا باالرضاموجب حد کی نسبت بھی ہوگا۔ " اس طرح اگر عدالت عظمیٰ بھی"حد زنابا الرضا " کےمقدمہ میں حتمی فیصلہ کرلےجو کہ مذکورہ ترامیم کےبعد محال ہےتب بھی صد ر مملکت اپنےاختیار ات کےتحت ایسےچہیتےمجرموں کو معاف کر نےیا ان کی سزا میں تغیر و تبدل کا اختیار رکھتا ہے۔ اس طرح ایسےاحکام اور اس کےنفاذ کو بندوں کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔
(11)...."زنا باالرضا " کےمقدمہ کےاندراج کےطریق کار میں بھی واضح تبدیلی ضابطہ فوجداری میں ایک نئی دفعہ 203-Aکےادخال کےذریعےکی گئی ہے۔ اب تک مد عی /مستغیث کی رپورٹ پر یا عدالت میں استغاثہ دائر کنےملزم کےخلاف قانونی کا رروائی شروع کی جاتی تاہم مذکورہ دفعہ کےادخال کےبعد مقدمہ "زناباالرضا " کےاستغاثہ کا طریق کار کچھ اس طرح سےہو گا ۔
(1).... مدعی /مستغیث مقدمہ ،دعویداری کےوقت اپنےہمراہ سیشن کورٹ اپنےعلاوہ ، چار مسلم ، بالغ وعاقل گواہان جو کہ تزکیہ الشہود کی شرائط پر پورےاترتےہوں کو لےکر جائےگا ، چلان ان سب کےبر حلف بیان عمل زنا کےعینی وقوعہ کےشاہدوں کےطور پر قلمبند کیےجائیں گےحالانکہ مذکورہ شہادت سزائےجرم کےلئےمطلوب ہےنہ کہ ابتدائےمقدمہ کےلیےاگر عدالت کا مذکورہ بیانات کی روشنی میں وقوعہ کےہونےپر اعتماد ہو تو وہ ملزم کی حاضر ی کےلئے"صرف سمن " جاری کر ےگی اور ملزم کی حاضری کی صورت میں ملزم کو عر صہ دراز تک جیل کی یا سیت و مایوسی سےبچنےکیلئےفوراً ضمانت دی جائےگی ۔ اگر عدالت کو وقوعہ کی صحت پر اطمینان نہ ہو تو عدالت مدعی /مستغیث کی درخواست کو خارج کر دےگی ، اور اس صورت میں اگر عدالت کو یہ اطمینان ہو کہ مدعی اور گواہ "قذف " کےمرتکب ہو ئےہیں تو گواہوں اور مستغیث مقدمہ پر قذف آرڈیننس کی دفعہ 7کےتحت فوراً سزاگو کر ےگی ۔ سزائےحد قذف کا یہ نرالا اصول حد قذف آرڈیننس کی دفعہ 6میں ایک نئی ذیلی شق 2کےطور پر شامل کیا گیا ہے۔

(2)....مقننہ کی سوچ کی بلندی اور وسعت کو داد دینی پڑتی ہےکہ ایک طرف تو مقدمہ کی رپورٹ کےساتھ ہی جملہ شہادت کو لازم قرار دیا گیا ہےاور دوسری طرف مستغیث مقدمہ اور گواہوں کی شنوائی کےبعد ،عدالت بجائےاس کےکہ ''محترم ملزم '' کو عدالت طلب کر ےاور مظلوم کی داد اسی کرےیا حدود اللہ کو نافذ کرےاس کو نہ صرف استغاثہ خارج کرنےکا مجاز بنایاگیا ہے۔ بلکہ مستغیث و گواہوں کو اس وقت سز ا دینےکا اختیار دیا گیا ہے۔
اس طرح انصاف تک رسائی کےمواقع کو انتہائی محدود اور حدود اللہ کےنفاذ کےذرائع کو انتہائی مسدود کر کےاس امر کی بالو اسطہ کو ششیں کی گئی ہےکہ کسی بھی طور ''حد '' نافذ نہ ہونےپائےاور نہ ہی ملزم زنا کےخلاف عدالت میں کوئی قانون چارہ جوئی کی جاسکی۔ یہاں یہ بھی کہنا بر محل ہو گا کہ اس کرہ ارض پر اس قدیر امتیازی قوانین شائد ہی کسی ملک میں نافذ کئےگئےہوں گی۔
اسلام کا قانون قذف و لعان ، حد قذف آرڈیننس اور تحفظ خواتین کا قانون :۔
(1)....قرآن میں مومنوں کی عصمت و عفت وسیرت کےتحفظ کیلئےقانون قذف بہت جامع طور سےبیان کیاگیا ہے۔
ارشاد ہے:۔
''اور جولوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ لےکر نہ آئیں ان کو اسی کوڑےمارو اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو ار وہ خود ہی فاسق ہیں سوائےان لوگوں کےجو اس حرکت کےبعد تائب ہوجائیں اور اصلاح کر لیں کہ اللہ ضرور(ان کےحق میں) غفور ورحیم ہے۔ '' (النور ٥:٤:٤٢)
مذکورہ بالا آیت سےاور رسول اللہ کی احادیث کی روشنی میں اسلامی قانون قذف کی نسبت حسب ذیل بنیادی اصول وضع کئےگئےہیں ۔
(1)....اگر چہ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں تذکرہ ''پاک دامن عورتوں '' کا ہےلیکن یہی حکم پاک دامن مردوں کےلیےبھی ہے۔
(2)....الزام کی نسبت سزاتب ہی لاگوہو گی جب یہ پاک دامن عورتوں یا مردوں پر لگایا جائےاگر کسی شخص کی بد کاری ''معروف '' ہوتو اس پر لگائےجانےوالےالزام کےلیےعدالت یا مسلم ملک کی مجلس شوری تعزیری سز ا تجویز کر سکتی ہے۔
(3)....قاذف (قذف کا الزام لگانےوالے) کیلئےیہ لازم ہےکہ وہ بالغ و عاقل ہو اور اس نےاپنےآزا دانہ ارادےسے''تہمت زنا '' عائد کی ہو ۔
(4)....مقذو ف (جس پرتہمت لگائی گئی ہو) کےلئےلازم ہےکہ وہ بالغ و عاقل ہو آزاد مسلمان ہو اور عفیف ہو یعنی پاک باز ہو۔
(5)....فعل قذف کےارتکاب کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں اولاً کسی پر الزام زنا عائد کرنا اور ثانیاً کسی کو ولدالزنا قرار دینا ۔

(6)....قاذف کو اگر کوئی شے حد کی سزا سے بچا سکتی ہے تو وہ یہ کہ ملزم اپنے الزام کو ثبوت میں چار عینی گواہ پیش کرے۔ البتہ ثبوت جرم قذف کیلئے شہادت کا معیار ملزم کا اقرار یا دو مسلم ، عاقل و بالغ گواہو ں کی شہادت یا اگر ملزم عدالت کے سامنے ارتکاب جرم قذف کرے۔
(7)....جرم قذف قابل دست اندازی سر کار (Cognizible offence)ہے یا نہیں اس میں فقہا ءکا اختلاف ہے۔ ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں یہ حق اللہ ہے اس لئے قاذف پر بہر حال حدجاری کی جائے گی ، خواہ مقذوف مطالبہ کر ے یا نہ کرے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے نزدیک یہ اس معنی میں حق اللہ تو ضرور ہے کہ جب جرم ثابت ہو جائے تو حد جاری کرنا واجب ہے لیکن اس پر مقدمہ چلانا مقذوف کے مطالبے پر مو قوف ہے اور اس لحاظ سے بر حق آدمی ہے۔ یہی رائے امام شافعی اور امام اوزاعی کی بھی ہے۔ امام مالک کے نزدیک اس میں تفصیل ہے۔اگر حاکم کے سامنے قذف کا ارتکاب کیاجائے تو یہ جرم قابل دست اندازی سرکار ہے ورنہ اس پر کاروائی کرنا مقذوف کے مطالبے پر منحصر ہے۔ (بحوالہ تفہیم القرآن ، جلد سوم ، از مولانا ابو الا علیٰ مودودی)
اب ہم ”حد قذف“ کی نسبت سے ” قانون تحفظ خواتین “ کا جائزہ لیں گے۔
(1)....جرم قذف (نفاذ حد) آرڈیننس 1979کی دفعہ میں قانون مذکورہ کو دیگر قوانین پر برتر (Overriding Errect)قراردیا گیا تھا تاہم قانون تحفظ خواتین کے نام پر مذکوہ دفعہ 19منسو خ کیاگیا ہے اس طرح اسلامی قانون قذف کو دیگر قوانین کے برابر لا کھڑا کیا گیا ہے۔
(2)....آرڈیننس کی دفعہ 4میں قذف کی اقسام یعنی قذف موجب حد اور قذف موجب تعزیر بیان کی گئی ہیں ۔ مذکورہ دفعہ 4اور قذف موجب تعزیر کی نسبت دفعات 10اور 11کو منسو خ کیاگیا ہے۔
(3) ....آرڈیننس کی دفعہ 6میں اضافی شق (2)شامل کی گئی ہے جس کے تحت اگر عدالت ضابطہ فوجداری کی دفعہ A-203(جس کی تفا صیل اوپر مذکور ہیں) کے تحت الزام زنا کا استغاثہ خارج کرتی ہے یاکسی ملزم زنا کو بری کرتی ہے اور وہ اس بات سیمطمئنی ہو کہ قذف موجب حد کا ارتکاب ہوا ہے تو وہ بلا کسی ثبوت طلب کیے قذف موجب حد کی سزا دے گی ۔ مذکورہ بالا دفعہ کی وجہ سے جرم زنا کی نسبت استغاثہ دائر کرنے کی حوصلہ شکنی ہوگی ۔ کیونکہ مستغیث اور گواہوں کے سروں پر ہر وقت” قذف موجب حد “کی سزا کی تلوار لٹکتی رہے گی۔مزید برآں کسی ملزم کا کسی جرم سے برتی (Acquit)کیے جانے کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ وہ معصوم تھا اور مستغیث اور گواہوں نے اسے ایک جھوٹے مقدمہ میں پھنسایا ہے کیونکہ موجود قانونی نظام میں اس کی دیگر بھی کئی عوامل اور وجوہات ہو سکتی ہیں لیکن دفعہ مذکورہ کے ادخال کیبنیاد یہی مفروضہ (Presumption)ہی۔

آرڈیننس کی دفعہ 8سے یا پولیسکو رپوٹ کرنے کے الفاظ حذف کیے گئے ہیں اس طرح قذف موجب حد کی نسبت درخواست /استغاثہ صرف عدالت مجاز میں ہی کیا جاسکے گا۔ اس استغاثہ کا طریقہ کا رضا بطہ فوجداری میں دفعہ 203-Aکی طرز کی ایک نئی دفعہ 203-Bکے ذریعے بیان کیا گیا ہے اس سے انصاف کے ذرائع کو محدود کر کے خواتین کو تحفظ پہنچانے کی کو ن سی سعی کی گئی ہے۔
(1)....لعان کا قانون سورۃالنور ٤٢ آیات ٦تا٩ میں بیان کیاگیا ہے اور اس کی تمام تر تفصیل سنت رسول سے واضح ہیں ۔ احمالاً اگر کوئی ''مرد '' اپنی بیوی پر الزام زنا عائد کر ےاپنے سوا گواہوں کی عدم موجودگی میں اور بیوی اس الزام کی صمت سے انکار کرے تو اس صورت میں مرد چار مرتبہ اپنی گواہی دے گا اور پانچویں مرتبہ یہ کہے گا کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہو اسی طرح عورت چار مرتبہ الزام کے جھوٹے ہونے کی نسبت گواہی دے گی اور پانچویں مرتبہ یہ کہے گی کہ اس بندی پر اللہ کا غضب ہو اگر وہ ....یعنی اس کا شوہر ....الزام میںسچا ہو ....اس عمل کے بعد عدالت فریقین کے مابین تفریق کر ادے گی ۔
(2)....لعان کے مذکورہ طریق کار (Procedvre)کے دوران اگر عورت رضا کار انہ اقرار جرم کر لے تو اس پر حد زنا نافذ کی جائے گی یہ طریق حدقذف آرڈیننس کی دفعہ 14کی شق 4میں مذکورہے۔ تاہم تحفظ خواتین کے قانون کے ذریعے مذکورہ شق کو منسوخ کیاگیا ہے جو کہ خلاف اسلام اور جرم زنا موجب حد نسبت موجود ، اسلامی قانون شہادت کا مذاق ہے۔
(3) ....حد قذف آرڈیننس کی دفعہ 14کی ذیلی شق 3میں '' لعان '' کے طریق کار سے گزر نے سے انکار کی صورت میں تادیبی طریق کا ر بیان کیا گیا ہے۔ مذکورہ دفعہ کو بھی تحفظ خواتین کے لیے منسوخ کیا گیا ہے تاہم اس تنسیخ کے بعد اگر کوئی شوہر لعان کے طریق کار سے گزرنے کا انکار کر لے، تو وہ عورت کو ہمیشہ کے لیے معلق رکھ سکتا ہے جو کہ اسلامی قانون کی روح سیمتصادم ہے اور اس سے عورت کے حق کے تحفظ کے بجائے اس کے حق اورآزادی کی پامالی کا زیادہ احتمال ہے۔
(4)....''لعان '' کے ذریعے زوجین (میاں بیوی) کے درمان تفریق کی بنیاد ''الزام زنا ''ہے اس لیے یہ اسلامی فوجداری قانون کا حصہ ہے جب کہ تحفظ نسواں کے قانون کے ذریعے اسے محض طریق تنسیخ نکاح گر دان کر مسلما نوں کے قانون انفساخ از دواج 1939کا حصہ بنادیا گیا ہے۔ یہ بھی اسلامی قوانین کی روح سے متصادم ہے۔
خلاصہ بحث : ۔
*....اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے قرآن کی رو سے اللہ تعالیٰ کائنات کا خالق و مالک ہے اس لیے امر اور حکم کا حق صرف اسی کو ہے۔

*....اللہ کےفراہم کر دہ قانون کےمطابق فیصلہ نہ کرنا ظلم، فسق و کفر ہےجب کہ اللہ کےدیئےگئےقانون میں ترمیم و تحریف ، تفسیر و تبدل ، اور اس کےتحیر مات کو حلال گردانن‍ا اور اس کےحلال کردہ امور کو حرام گر داننا اللہ کےاختیارات کو چیلنج کرنےاور شرک کےمترادف ہے۔
*....اسلام میں زنا کی حرمت کا مقصد نسل انسانی و عفت کا تحفظ ہےاور اسےبےحیائی اور بری راہ قرار دیاگیا ہے۔
*....حد زنا آرڈیننس میں ”شادی /نکاح “ کی تعریف کی منسوخی بعد میں کئی قسم کی قانونی پیچیدگیوں‌کو جنم دےگی ۔
*....حد زنا و حد قذف آرڈیننس کی بالاتر قانونی حیثیت کو ختم کر کےانہیں عام قوانین کی فہرست میں لاکھڑا کیاگیا ہے۔
*....”زنا باالجبر “ کیلئےحدوداللہ یعنی رجم اور سو کوڑوں کی سزائوں کو معطل کر دینا سر اسر خلاف قرآن و سنت ہے۔
*....”زنا باالجبر“ کےجرم کا اطلاق صرف مردوں تک محدود کر کےایک امتیازی قانون و ضع کیا گیا ہےجو کہ خلاف شریعت ہے۔
*....اسلامی قانون معاشرت میں کسی شوہر کا اپنی بیوی کےساتھ اس کی مرضی یا رضا مندی کےبغیر جنسی عمل جرم نہیں ، جس کو ”زنا باالجبر“ سیتعبیر کر کےاللہ کےحلال کر دہ امور کو حرام قرا ر دینےکی سعی کی گئی ہے۔
*....اسلامی قانون کےمطابق کسی شوہر کا اپنی سولہ سال یا اس سےکم عمر بیوی سےجنسی تعلق ،خواہ ، اس کی مرضی اس میں شامل ہو یا نہ ہو جائز ہے۔ جسےزنا باالجبر سےتعبیر کیا گیا ہےجو کہ صریحاً خلاف اسلام ہے۔
*....سولہ سال سےکم عمر لڑکیاں /عورتوں کے”ارتکاب زنا باالرضا “کو نہ ہی جرم موجب حد گر دانا گیا ہےنہ ہی لائق تعزیر جو کہ نہ صرف قرآن و سنت کےخلاف ہےبلکہ یہ بےشمار معاشرتی مسائل کا موجب بن سکتا ہے۔
*....کنوارے”زنا باالجبر کےمجرموں کےلیےسزائےموت “ خلا ف قرآن و سنت ہے۔
*....ارتکاب زنا کرنےوالےکم سن ملزموں باالخصوص خاتون ملزموں کیلئےکسی قانون کی غیر موجودگی اس فعل شنیع کی ترویج کاباعث بنےگا ۔
*....”زنا باالجبر “ کےلیےاسلامی قانون و معیار شہادت سےانحراف بھی خلاف قرآن و سنت ہے۔
*....”زنا باالرضا “ کیلئےحدود اللہ کےبجائےمحض تعزیری سزائوں کا نفاذ شریعت الہٰی سےصریح روگردانی ہے۔
*....”زنا باالرضا “ کےجرم کو قابل ضمانت اور ناقابل دست اندازی سرکار بنا کر مجرموں کو سہولت دینےکی کو شش کی گئی نہ کہ خواتین کےحقوق کاتحفظ ۔

*....استغاثہ کے اندراج کا طریقہ ”جدم زنا و قذف “ دونوں کے لیے انتہائی مشکل کرکے حصول انصاف تک رسائی کے ذرائع کو محدود کیا گیا ہے۔
*....اعتراف جرم کی صورت میں بھی تعزیرات پاکستان کے تحت ” زنا باالرضا “ کو جرم موجب حد قرار نہ دینا خلاف شریعت ہے۔
*....ضابطہ فوجداری کے باب 29کا اطلاق حدود قوانین پر کر لینا حدودا للہکی بر تری اور فوقیت کے متراد ف ہے۔کیو نکہ ایک مرتبہ جب ”جرم موجب حد “ ثابت ہو جائے اور اس کی سزا لاگو کردی جائے تو اس میں تخیف یا تبد یلی کا اختیار کسی کے پاس نہیں رہتا ۔ جب کہ باب مذکورہ میں یہ اختیار صدر مملکت و صوبائی حکومت کو دیا گیا ہے۔ یہ امر عدلیہ کی آزادی پر قد غن اور انصاف کے سامنے برابری کے اصو ل سے متصاد م ہے۔
*....”لعان “ کے طریق کار کے دوران عورت کے اعتراف جرم پر حد زنا کے نفاذ کی شق کو منسو خ کرنا ، خلاف قرآن و سنت ہے۔
*....”لعان“کے طر یق کار سے شوہر کے انکار کی صورت میں عورت کے معلق رہنے کا اندیشہ رہتا ہے اور اس صورت میں تا دیبی کارروائی کی شق کی منسوخی اسلامی قوانین کی روح سے متصادم ہے۔
*....عوام اور علماءکے درمیان قرآن کی بنیاد پر ارتباط بڑھانے اور عوام میں اسلامی شعور بیدا کر نے کی ضرورت کو اہمیت دی جائے اور علماءاور عوام کے درمیان فاصلے کو مٹانے کی عمل کو ششیں کی جائیں ۔
*....قرآن و سنت کی روشنی میں اسلام کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام پہلوئوں کی نسبت شعور اجا گر کیاجائے۔
*....اسلام کو بطور مکمل نظام حیات اجا گر کیا جائے۔
*....سیاسی وابستگیوں سے اور فروعی مسائل سے بالا تر ہو کر اتحاد بین المسلمین کی عملی مساعی کی جائے۔
*....اسلام کے ”حدو د قوانین “ کی حفاظت کے لیے نہ صرف فکری بلکہ عملی جدو جہد کی جائے اور موجودہ حکمرانوں کو اس بات پر مجبور کیا جائے کہ مذکورہ قانون کی تمام خلاف اسلام دفعات کو منسو خ قرار دے۔
*....قانونی لحاظ سے ” تحفظ خواتین کا قانون “ آئین کی اجتماعی سکیم 16کے اسلامی طرز اور اس کی دفعہ 227سے متصادم ہے اس کو مناسب عدالتی فورمز پر چیلنج کیاجائی۔
*....خلاف اسلام قانون سازی کے خلاف حتی الامکان پر امن احتجاج کیاجائے۔
*....اس امر کی قانونی و عملی جدو جہد کی جائے قرآن و سنت کو اس ملک کا سپریم قانون قرار دیاجائے۔

*....اللہ سے اپنے گناہوں پر استغفار کیاجائے اور اسلام کے لیے عملی جدو جہد کی تیاری کے ساتہ ساتہ بھر پور دعا اور خاص طور پر قیام اللیل کا اہتمام کیاجائے۔
*....انفرادی زندگی میں مکمل اسلام پر کار بند رہا جائے۔
*....ملک اور عالم اسلام میں مکمل اسلامی نظام حیات کیلئے اجتماعی مساعی کو تیز تر کیاجائے دعوت الی اللہ بالقرآن کو بھر پور طریقے سے انجام دیا جائے۔